محمد بن ابی بکر اور شہادت عثمان رضی اللہ عنہ

محمد ارشد کمال

محمد بن ابی بکر خلیفہ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں، والدہ کا نام سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ جلیل القدر تابعی قاسم بن محمد کے والد ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے دور مسعود میں آپ ﷺ کے سفر حجۃ الوداع کے دوران ذوالحلیفہ کے مقام پر پیدا ہوئے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ کے حج کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا: بلاشبہ نو سال رسول اللہ ﷺ نے توقف فرمایا، حج نہیں کیا، اس کے بعد دسویں سال آپ نے لوگوں میں اعلان کروایا کہ رسول اللہ ﷺ حج کر رہے ہیں۔ یہ اعلان سنتے ہی بہت زیادہ لوگ مدینے میں آ گئے۔ وہ سب اس بات کے خواہش مند تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کریں اور جو کچھ آپ ﷺ کریں اس پر عمل کریں۔ چنانچہ ہم سب آپ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ پہنچ گئے تو اسماء بنت عمیس نے محمد بن ابی بکر کو جنم دیا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ زچگی کی اس حالت میں اب میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غسل کرو، کپڑے کا لنگوٹ مضبوطی سے باندھ لو اور حج کا احرام باندھ لو............

(صحیح مسلم، ح: ۱۲۱۸)

محمد بن ابی بکر کی صحابیت:

محمد بن ابی بکر کی صحابیت کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض انھیں صحابہ میں شمار کرتے ہیں اور بعض تابعین میں شمار کرتے ہیں۔ وجہ اختلاف یہ ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت وہ صرف چار پانچ ماہ کے تھے تو کیا شرف صحابیت کے لیے اس عمر کی رُؤیت معتبر ہے یا نہیں؟ اسی بنا پر اہل علم کا محمد بن ابی بکر کی صحابیت کے سلسلے میں اختلاف ہے۔

محمد بن ابی بکر اور شہادت عثمان رضی اللہ عنہ:

محمد بن ابی بکر کو خلیفہ سوم سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل کے سلسلے میں متہم کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ قاتلین عثمان میں سے ہیں، لیکن یہ درست نہیں۔ محمد بن ابی بکر قتل عثمان رضی اللہ عنہ سے بَری ہیں اور ان کا آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

❁: اُمّ المومنین سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے غلام کنانہ بیان کرتے ہیں کہ وہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے موقع پر موجود تھے۔ کہتے ہیں کہ میں اس وقت چودہ سال کا تھا، ہمیں صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ ہم خچر پر ہودج تیار کریں ہم نے اسے تیار کیا پھر ہم انھیں اپنے حصار میں لیے قصر خلافت کے دروازے پر پہنچے تو وہاں اشتر اور کچھ دوسرے لوگ موجود تھے۔ اشتر نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر لوٹنے کا کہا لیکن انھوں نے انکار کر دیا تو اشتر نے ان کے خچر کو نیزہ مارا جس سے وہ اُچھلا اور ہودج ایک طرف جھک گیا، قریب تھا کہ وہ گر جاتا یہ دیکھ کر سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''مجھے واپس لے چلو، مجھے واپس لے چلو۔''

کنانہ کہتے ہیں: اور اسی دوران میں چار قریشیوں کو قصر خلافت سے اُٹھا کر باہر لایا گیا، انھیں بُری طرح زدوکوب کیا گیا تھا وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کر رہے تھے۔ اور وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، ابن حاطب اور مروان بن حکم تھے۔

محمد بن طلحہ بن مصرف نے (کنانہ سے) کہا: فهل نَدِيَ محمدُ بن أبي بكر بشي من دمه؟ تو کیا محمد بن ابی بکر کے ہاتھ سیدنا عثمان کے خون سے آلودہ ہوئے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: معاذ اللّٰه ! دخل عليه ، فقال له عثمان رضی اللہ عنہ: لست بصاحبي ، وكلمه بكلام فخرج ولم يَنْدَ بشي من دمه ۔ اللہ کی پناہ! وہ (محمد بن ابی بکر) ان (عثمان رضی اللہ عنہ) کے پاس گئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا: تو میرا ساتھی نہیں ہے! اور آپ (عثمان رضی اللہ عنہ) نے ان سے کچھ بات چیت کی تو وہ باہر آ گئے، اور ان کا ہاتھ آپ رضی اللہ عنہ کے خون سے آلودہ نہ ہوا۔ (مسند إسحاق بن راهويه ، ح: ٢٠٥٤۔ تاريخ مدينة

المنورة لابن شبة ، ح: ٢٣٥٤ وسنده حسن) کنانہ کو امام عجلی اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔ حاکم (۱/ ۵۴۷) نے ان کی حدیث کو صحیح الاسناد کہا ہے، ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔ حافظ ابن حجر نے مذکورہ روایت کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(دیکھئے: الأصابة :٤/ ٢٥٥٩)

اس روایت میں کتنا واضح ہے کہ محمد بن ابی بکر کا شہادت عثمان میں کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ صدوق تابعی کنانہ جو شہادت عثمان کے وقت وہاں موجود تھے وہ اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ محمد بن ابی بکر کے ہاتھ خون عثمان سے پاک ہیں۔

امام ابو زید عمر بن شبہ النمیری (م: ۲۶۲ھ) یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:
''فهذان الحديثان يُبَرِّئَانِ محمد بن أبي بكر من أن يكون نوى قتل عثمان رضي الله عنه وسائر الأحاديث جاء ت بخلافهما'' یہ دو حدیثیں محمد بن ابی بکر کو اس بات سے بَری کر رہی ہیں کہ انھوں نے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کی نیت کی ہو اور باقی ساری احادیث ان دونوں کے خلاف آئی ہیں۔ (تاريخ المدينة ، تحت ح: ٢٣٥٤)

گزارش ہے کہ وہ احادیث جو اس مذکورہ حدیث کے خلاف آئی ہیں وہ سب ضعیف ہیں، تفصیل آگے آئے گی۔

❁: ثقہ تابعی عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جس وقت وہ گھر میں محصور تھے تو انھوں نے فرمایا: ابن عمر! اُٹھو اور قصرِ خلافت کا پہرہ دو۔ چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بنو عدی کی ایک جماعت لے کر اُٹھے اور ان کے ساتھ ابن سراقہ، ابن مطیع اور ابن نعیم بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر ابن عمر قصرِ خلافت (کے دروازے) پر آئے (اسے) کھولا اور ان (لوگوں) کو وعظ و نصیحت کی لیکن انھوں (بلوائیاں) نے ابن عمر کو گریبان سے پکڑ لیا پھر اندر جا کر ان (عثمان) کو شہید کر دیا اور ان (ابن عمر) کو پتا ہی نہ چلا۔

عبداللہ بن عامر کہتے ہیں: ''فدخلت فإذا هو رجل قاعدٌ مُسنِدٌ ظهره إلى سرير عثمان في عنقه السيف ، وإذا خلفه امراة عثمان بنت شيبة بن

ربیـعة ، فسمعتها تقول : یا ابن فلان۔ تعني ابن أبي بکر ، امنَعْنَا الیوم ، فـقال: فی القَسَمِ أَنْتُنَّ الآلُ " پھر میں اندر آیا تو دیکھا کہ ایک آدمی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی چار پائی کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا تھا اس کی گردن میں تلوار تھی۔ اور اس کے پیچھے عثمان (رضی اللہ عنہ) کی بیوی بنت شیبۃ بن ربیعہ تھیں۔ میں نے انھیں یہ کہتے سنا: اے ابن فلاں۔ ان کی مراد ابن ابی بکر تھے۔ آج ہمارا دفاع کرو، تو انہوں نے کہا: واللہ! تم تو گھر والے ہو۔ (تمہارا دفاع ہمارا فرض ہے)۔

(تاریخ المدینة المنورة لابن شبیة ، ح: ۲۳۵۵ وسنده صحیح)

اس روایت میں بھی اس بات کا اشارہ ہے کہ ابن ابی بکر قتل عثمان رضی اللہ عنہ میں ملوث نہیں تھے۔ کیونکہ اگر وہ قاتل ہوتے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہوجانے کے بعد وہاں نہ بیٹھتے بلکہ اپنا کام کر کے چلتے بنتے، پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی کا اپنے دفاع کے لیے انھیں پکارنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ قاتلین میں سے نہیں تھے ورنہ کبھی دشمن کو بھی کسی نے اپنے دفاع کے لیے پکارا ہے؟

۞: جلیل القدر تابعی ابن ابی ملیکہ سے کسی نے پوچھا: "کـان محمد بن أبي بکر مـمـن قتل عثمان؟" محمد بن ابی بکر قاتلین عثمان میں سے تھا؟ تو انھوں (ابن ابی ملیکہ) نے فرمایا: کذبوا ، واللّٰہ۔ (جنھوں نے یہ کہا) اللہ کی قسم! انھوں نے جھوٹ بولا ہے۔

(المعجم لابن الاعرابي ، ح : ۱۱۰۰ وسنده صحیح)

جلیل القدر تابعی ابن ابی ملیکہ نے کتنے واشگاف لفظوں میں اس بات کی تردید فرمائی کہ ابن ابی بکر قاتلین عثمان میں سے ہوں۔

ان صحیح روایات سے معلوم ہوا کہ محمد بن ابی بکر کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کوئی واسطہ نہیں۔

امام ابن عبدالبر (م۴۶۳ھ) نے اگرچہ یہ بات کہی ہے کہ وہ (ابن ابی بکر) قتل عثمان کے موقع پر حاضرین میں سے تھا، لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے: "وقـد نفي جماعة من

أهـل الـعلم والخبر ، أنه شارك في دمه ، وأنه لما قال له عثمان : لو راك أبـوك لم يرض هذا المقام منك خرج عنه وتركه.........." اوراہل علم کی ایک جماعت نے خونِ عثمان رضی اللہ عنہ میں ان کے شریک ہونے کی نفی کی ہے کیونکہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا کہ اگر تمہارا والد تمہیں دیکھتا تو وہ تمہارے اس مقام سے راضی نہ ہوتا تو (یہ سن کر) وہ ان کے پاس سے چلے گئے اور انھیں چھوڑ دیا۔(الاستیعاب :٣/ ٤٢٣)

گزارش ہے کہ محمد بن ابی بکر کا قتل عثمان میں ملوث نہ ہونا ہی راجح ہے۔ باقی ان کا ارادہ قتل سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جانا، قتل کا مشورہ دینا یا اشارہ کرنا یا قتل پر راضی ہونا، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لینا یا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا انھیں یہ کہنا کہ اگر تمہارے اس فعل کو تمہارا والد ملاحظہ کرتا تو وہ کبھی خوش نہ ہوتا۔ یہ اور اس طرح کی دوسری باتیں ثابت نہیں ہیں۔ کسی بھی صحیح وصریح روایت سے ان کا ثبوت نہیں ملتا۔اس سلسلے میں مروی تمام روایات غیر مستند ہیں۔اس سلسلے میں مروی روایات کا تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے:

(١) ابن شہاب کہتے ہیں: .... اور محمد بن ابی بکر آئے۔ اور حسن (راوی حدیث) نے اسے گالی دی۔ یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے گھٹنوں کے ساتھ جم کر بیٹھ گئے۔پھر اس نے آپ کی داڑھی پکڑ لی۔ اور آپ لمبی داڑھی اور خوبصورت بالوں والے تھے۔ اس (محمد) نے اس (داڑھی) کو زور سے کھینچا حتی کہ میں نے آپ کی داڑھوں کی آواز سنی، اور اس نے کہا: معاویہ تیرے کیا کام آیا؟ ابن ابی سرح تیرے کیا کام آیا؟ ابن عامر تیرے کیا کام آیا؟ آپ نے فرمایا: اے بھتیجے! رک جا، اللہ کی قسم! اگر تمہارا باپ ہوتا تو وہ میری اس جگہ نہ بیٹھتا............(تاريخ المدينة المنورة لابن شبة ،ح: ٢٣٢٨)

یہ روایت منقطع ہے۔اسے امام ابن شہاب زہری نے "بـلـغني " (مجھے یہ بات پہنچی ہے) کہہ کر بیان کیا ہے۔تاریخ خلیفہ (ص:١٠) میں اس کی ایک دوسری سند ہے جس میں امام حسن بصری مدلس کا عنعنہ اور وثاب مجہول راوی ہے۔

(٢) امام حسن بصری بیان کرتے ہیں:

محمد بن ابی بکر آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کی داڑھی پکڑ لی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ تو نے میری پکڑنے والی جگہ پکڑ لی ہے، یا میرے بیٹھنے کی جگہ پر آبیٹھا ہے۔ یہ سن کر وہ اسے چھوڑ کر باہر چلا گیا............ (أیضاً، ح: ۲۳۲۹۔ المصنف لابن أبي شیبة، ح: ۳۸۸٤٥) اس کی سند ضعیف ہے۔ امام حسن بصری مدلس ہیں، انھوں نے یہ بیان نہیں کیا کہ انھیں یہ خبر کس نے دی ہے یا انھوں نے اسے خود ملاحظہ کیا ہے۔

(۳) امام شعبی کہتے ہیں: پھر اس کے بعد محمد بن ابی بکر داخل ہوا جبکہ وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ ان (عثمان رضی اللہ عنہ) کو شہید کر دیا گیا ہے لیکن جب اس نے آپ کو بیٹھا ہوا دیکھا تو کہنے لگا: کیا میں تمھیں نعثل کے ارد گرد کھڑا نہیں دیکھ رہا!! اور اس نے آپ کو داڑھی سے پکڑ لیا اور گھر سے کھینچتا ہوا دروازے تک لے آیا اور وہ کہہ رہا تھا: اے نعثل! تو نے اللہ کی کتاب میں تبدیلی کی ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نعثل (بوڑھا یہودی) نہیں ہوں اور لیکن میں تو امیر المؤمنین ہوں۔ تمہارا باپ ایسا نہ تھا کہ وہ میری داڑھی کو پکڑتا۔ یہ سن کر محمد بن ابی بکر نے کہا: قیامت کے دن ہمارا یہ کہنا قبول نہ کیا جائے گا کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی تو انھوں نے ہمیں اصل راہ سے گمراہ کیا............ (تاریخ المدینة المنورة لابن شبة، ح: ۲۳۳۰)

اس کی سند ضعیف ہے۔ اسماعیل بن مجالد کو جمہور نے ضعیف کہا ہے، نیز قیس کو خبر دینے والا نامعلوم ہے۔

(۴) عبدالملک بن ہارون بن عنترہ اپنے والد سے، وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: محمد بن ابی بکر ان (عثمان) کے پاس آیا اور انھیں گالی دی تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: بھتیجے! اگر تیرا باپ ہوتا تو وہ اس جگہ کھڑا نہ ہوتا۔ ذرا ٹھہرو، میں تجھے خبر دیتا ہوں پھر جو اللہ تعالیٰ تجھے سمجھ دے کر گزرنا۔ میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیاں میری زوجیت میں دیں پھر آپ نے فرمایا: ''کیا کسی غیر شادی شدہ عورت کا باپ یا کسی غیر شادی شدہ عورت کا بھائی

ایسا نہیں جو عثمان سے (اپنی بیٹی یا بہن کی) شادی کردے۔ اگر ہمارے پاس (مزید) کوئی ہوتی تو ہم ضرور اسے عثمان کی زوجیت میں دے دیتے۔'' محمد بن ابی بکر نے کہا: جی ہاں (ایسا ہی ہے)۔ عثمان نے کہا: میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تجھے معلوم ہے کہ مسلمان سخت پیاس کا شکار تھے تو میں نے ایک کنواں کھودوایا، اس کے اخراجات میں نے ادا کیے پھر وہ کنواں میں نے مسلمانوں پر صدقہ کردیا جس میں قوی و کمزور سب برابر تھے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تجھے معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو اس نخلستان کو خرید کر مسلمانوں کا قبلہ درست کردے؟'' اور وہ بنو نجار کا نخلستان تھا۔ میں نے اسے مال عظیم کے عوض خریدا اور اس کے ساتھ مسجد کا قبلہ درست کردیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے جنت میں ایک نخلستان کی ضمانت دی۔ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تجھے معلوم ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جبل حراء پر تھا وہ ہلنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم اس پر مارا اور فرمایا: حراء! رُک جا، کیونکہ تجھ پر ایک نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) یا صدیق یا شہید کے سوا کوئی نہیں ہے۔'' اور اس وقت پہاڑ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم تھے۔ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تجھے معلوم ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ سے غلہ ختم ہو گیا حتی کہ لوگ بھوکے رہنے لگے۔ میں بقیع غرقد کی طرف نکلا، وہاں مجھے غلہ سے لدے پندرہ اونٹ ملے میں نے انھیں خرید لیا پھر ان میں سے تین میں نے (اپنے پاس) روک لیے اور بارہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: جو تم نے روک لیے ہیں اللہ تعالیٰ ان میں تجھے برکت دے اور جو تم نے دیے ہیں ان میں بھی اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے کہا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا تجھے معلوم ہے کہ میں درہم لے کر آیا اور انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیا اور میں نے کہا: آپ ان سے مدد لیجیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''آج کے بعد عثمان جو کام بھی

کرے اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔'' اس نے کہا: جی ہاں۔آپ (عثمان) نے پوچھا: پھر تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اللہ تمہارا خون کبھی نہیں پھینکے گا۔ (تاريخ المدينة المنورة ، ح: ٢٣٥٣۔ السنة لابن أبي عاصم ،ح: ١٣٠١) اس کی سند سخت ضعیف ہے، عبدالملک بن ہارون بن عنترہ متروک ہے۔

(۵) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: .... اور محمد بن ابی بکر داخل ہوا اس کے پاس چوڑے پھالے والا نیزہ تھا۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: بھتیجے! تمہارا باپ کبھی (اس طرح) میرے پاس نہ آتا۔ اس پر اس (محمد) نے کہا: ہاں! اب میں تیرا بھتیجا ہوں جبکہ اس سے پہلے تو میں قریش کے بدترین گھرانے کا بیٹا تھا اور اس نے چوڑے پھالے والا نیزہ آپ کی رگوں پر مار دیا............ (تاريخ المدينة المنورة ، ح: ٢٣٥٨ ، تاريخ خليفة ، ص: ١٠٣) اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ ابو زکریا الغلابی متروک ہے۔

(۶) امام قتادہ کہتے ہیں:............ ابن ابی بکر نے آپ رضی اللہ عنہ کو داڑھی سے پکڑا اور رومان نے ایک چوڑے پھالے والے نیزے کے ساتھ جو اس کے پاس تھا، آپ کو ذبح کیا۔ (تاريخ خليفة ، ص: ١٠٣) اس کی سند ضعیف ہے۔ سعید بن ابی عروبہ مدلس کا عنعنہ ہے جبکہ قتادہ شہادت عثمان سے تقریباً بیس، پچیس سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔

(۷) وثاب کہتے ہیں: .... اور محمد بن ابی بکر تیرہ آدمیوں سمیت آیا، اس نے آپ کو داڑھی سے پکڑا اور اسے کھینچا حتیٰ کہ میں نے آپ کی داڑھیں گرنے کی آواز سنی اور اس نے کہا: معاویہ تیرے کس کام آیا؟ ابن عامر تیرے کس کام آیا؟ تیرے خطوط تیرے کیا کام آئے؟ آپ نے فرمایا: اے بھتیجے! میری داڑھی چھوڑ دے۔ (المعجم الكبير ، ح: ١١٦۔ المصنف لابن أبي شيبة ، ح: ٣٨٢٣٤) اس کی سند ضعیف ہے۔ وثاب مجہول ہے۔

(۸) عبدالرحمٰن بن محمد بن عبد سے مروی ہے: محمد بن ابی بکر عمرو بن حزم کے گھر سے دیوار پھاند کر عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس کے ساتھ کنانہ بن بشر بن عتاب، سودان بن حمران اور عمرو بن حمق بھی تھے۔ انھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی بیوی نائلہ کے پاس مصحف میں سے

سورۃ البقرہ پڑھتے ہوئے پایا۔ محمد بن ابی بکر ان سب سے آگے بڑھا اور عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی اور کہنے لگا: اے نعثل! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ذلیل کر دیا ہے۔ عثمان نے کہا: میں نعثل نہیں ہوں، میں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور امیر المؤمنین ہوں۔ محمد نے کہا: معاویہ اور فلاں اور فلاں تیرے کسی کام نہ آئے۔ عثمان نے کہا: اے بھتیجے! میری داڑھی چھوڑ دے، تیرا باپ تو کبھی ایسا نہ تھا کہ وہ اس چیز کو پکڑتا جسے تو نے پکڑا ہے۔ محمد نے کہا: میں تیرے ساتھ جو کرنا چاہتا ہوں وہ داڑھی پکڑنے سے زیادہ سخت ہے۔ عثمان نے کہا: میں تیرے مقابلے میں اللہ تعالیٰ سے نصرت چاہتا ہوں اور اسی سے مدد کا طلبگار ہوں۔ پھر اس (محمد بن ابی بکر) نے چوڑے پھالے والا نیزہ۔ جو اس کے ہاتھ میں تھا، آپ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں مارا۔ اور کنانہ بن بشر بن عتاب نے وہ چوڑے پھالے والا نیزہ اُٹھایا جو اس کے ہاتھ میں تھا اور اسے عثمان رضی اللہ عنہ کے کان کی جڑ میں گھونپ دیا جو آپ کے حلق تک جا پہنچا پھر وہ تلوار لے کر آپ کے اوپر چڑھ گیا حتی کہ آپ کو شہید کر دیا۔ (الطبقات لابن سعد: ۳/ ۷۰) اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ محمد بن عمر الواقدی متروک ہے۔

(۹) امام حسن بصری کہتے ہیں کہ مجھے عثمان رضی اللہ عنہ کے جلاد نے بیان کیا: .... پھر محمد بن ابی بکر ان (عثمان) کے پاس آیا تو انھوں نے کہا: تو میرا قاتل ہے، اس نے کہا: اے نعثل! تجھے کیسے معلوم ہوا؟ انھوں نے کہا: کیونکہ تجھے تیری پیدائش کے ساتویں دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تھا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے گھٹی دیں اور تیرے لیے برکت کی دعا کریں لیکن تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پاخانہ کر دیا تھا۔ یہ سن کر وہ (محمد بن ابی بکر) ان کے سینے پر چڑھ گیا اور ان کی ڈاڑھی مٹھی میں لے لی، تو انھوں نے کہا: تو ایسا کرنے تو لگا ہے لیکن یاد رکھ تیری یہ حرکت تیرے والد کو بہت بُری لگتی تھی، تو اس نے چوڑے پھالے والا نیزہ جو اس کے ہاتھ میں تھا آپ کے گلے میں گھونپ دیا۔ (المعجم الکبیر، ح: ۱۱۸) اس کی سند ضعیف ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کا جلاد نامعلوم ہے۔ مبارک بن فضالہ مدلس کا عنعنہ ہے۔

(۱۰) ماجشون وغیرہ بیان کرتے ہیں: .... وہ شخص جو عثمان رضی اللہ عنہ پر داخل ہوا، وہ محمد

بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ تھا۔ محمد بن ابی بکر نے آپ کو داڑھی سے پکڑا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بھتیجے! اسے چھوڑ دو۔ اللہ کی قسم! اگر تیرا والد ہوتا تو وہ اسے نہ پکڑتا۔ (تاریخ المدینۃ المنورۃ، ح: ۲۳۵۲) اس کی سند ضعیف ہے۔ وغیرہ نامعلوم ہیں۔ یونس بن الماجشون کا والد یعقوب بن ابی سلمہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دور نہیں پایا۔ یونس بن ماجشون اصل میں یوسف بن ماجشون ہے۔

(۱۱) ''عبدالملک بن نوفل بن مساحق کہتے ہیں: جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے سلسلے میں دوڑ دھوپ کی تھی وہ ''محمدون'' (محمد نام والے) تھے: محمد بن ابی بکر، محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن ابی سبرہ بن ابی رھم۔ (ایضاً، ح: ۲۳۶۱) اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ ابومخنف متروک ہے۔

(۱۲) امام لیث بن سعد کہتے ہیں: عثمان پر لوگوں میں سے زیادہ سخت (ناقد) محمدون تھے: محمد بن ابی بکر، محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن عمرو بن حزم۔ (ایضاً، ح: ۲۳۶۵) یہ سند منقطع ہے۔ امام لیث نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دور نہیں پایا، وہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرصہ دراز بعد پیدا ہوئے ہیں۔

(۱۳) ابن لہیعہ بیان کرتے ہیں: محمد بن ابی بکر نے عثمان کو چوڑے پھالے والا نیزہ مارا تھا اور رومان بن سودان نے آپ کو قتل کیا تھا۔ (ایضاً) سند منقطع ہے، ابن لہیعہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرصہ درواز بعد میں پیدا ہوا ہے۔ اور ان کی یہ بات صحیح روایات کے بھی خلاف ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا جبلہ بن ایہم تھا جس کا تعلق قبیلہ مضر سے تھا۔ دیکھئے راقم کی کتاب ''صحیح سیرت خلفاء راشدین'' ص: ۵۶۸۔۵۶۹، مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار لاہور۔

معلوم ہوا کہ محمد بن ابی بکر شہادت عثمان رضی اللہ عنہ میں ملوث نہیں تھے۔ وہ تمام روایات غیر ثابت ہیں جن میں ہے کہ انھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کی ڈاڑھی کو پکڑا، آپ کی داڑھیں گرادیں، آپ کو نیزہ مارا وغیرہ۔ اور پھر یہ روایتیں شاذ بھی ہیں۔ ان میں زبردست ٹکراؤ ہے۔ کسی میں ہے کہ محمد بن ابی بکر نے ڈاڑھی پکڑی پھر چھوڑ کر چلے گئے، کسی میں ہے کہ

اس نے نیزہ مارا وغیرہ۔

دکتور صلابی رقم طراز ہیں: عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے سلسلے میں محمد بن ابی بکر کو متہم کرنا باطل ہے۔ کیونکہ اس سلسلے میں روایات ضعیف ہیں اور متن شاذ ہیں کیونکہ صحیح روایات کے خلاف ہیں اس لیے کہ صحیح روایات میں یہ بیان ہوا ہے کہ آپ کا قاتل ایک مصری شخص تھا۔

(سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شخصیت اور کارنامے، ص: ۵۰۰)

علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کے موقف کا جائزہ:

علامہ ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں: "وکان ممن حضر قتل عثمان، وقیل: إنه شارك في دمه .... اور وہ (محمد بن ابی بکر) شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے موقع پر حاضرین میں سے تھا اور کہا گیا ہے کہ وہ آپ کے خون میں شریک تھا ....

(الاستیعاب: ۳/ ۴۲۳)

اور اس سے ایک سطر اوپر فرمایا: "وكان علي بن أبي طالب يثني على محمد بن أبي بكر ويفضِّلُه، لأنه كانت له عبادة وإجتهاد۔ اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر کی تعریف کیا کرتے تھے اور انھیں فضیلت دیتے تھے کیونکہ وہ (محمد بن ابی بکر) عبادت گزار اور مجتہد تھے۔ (ایضاً)

گزارش ہے کہ اگر محمد بن ابی بکر کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے میں کوئی ہاتھ تھا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان کی تعریف کیوں کرتے رہے؟ اور انھیں فضیلت کیوں بخشی؟

❁: امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ کے بقول محمد بن ابی بکر نے سیدنا علی کی گود میں پرورش پائی۔ ثم كان في حجر علي بن أبي طالب إذ تزوج أمه أسماء بنت عميس۔ (ایضاً: ۳/ ۴۲۲) گویا محمد بن ابی بکر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سوتیلے بیٹے اور سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے سوتیلے بھائی تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اس سوتیلے بیٹے کی ہمیشہ تعریف کی، اسے فضیلت بخشی۔ جبکہ دوسری طرف صحیح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتلین

عثمان کے ہاتھوں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لخت جگر سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما شدید زخمی ہوئے تھے۔
چنانچہ صدوق تابعی کنانہ کا بیان ہے:........... وَأُخْرِجَ من الدار أربعةُ نفر من قريش مضروبين مَحمُولين ، كانوا يَدرَءُ وْن عن عثمان فذكر الحسن بن علي ، وعبدالله بن الزبير ، و ابن حاطب ، و مروان بن الحكم۔ اور (میں نے دیکھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے) گھر سے قریش کے چار آدمیوں کو اُٹھا کر باہر لایا گیا جنھیں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دفاع میں بری طرح زدوکوب کیا گیا تھا، پھر اس (کنانہ) نے حسن بن علی ،عبداللہ بن زبیر، ابن حاطب اور مروان بن حکم کا ذکر کیا۔

(مسند اسحاق بن راهويه ، ح: ٢٠٥٤ وسنده حسن)

کنانہ فرماتے ہیں: كنت فيمن يحمل الحسين بن علي رضي الله عنهما جريحا من دار عثمان رضي الله عنه ۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو زخمی حالت میں اُٹھانے والے لوگوں میں میں بھی شامل تھے۔

(تاريخ المدينة المنورة ، ح: ١٩٧٤ وسنده حسن)

اگر محمد بن ابی بکر کا شہادت عثمان میں کوئی ہاتھ ہوتا تو حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کیوں زخمی ہوتے؟ وہ بلوائیوں کو کم از کم ان کو تو زخمی کرنے سے روک سکتا تھا کہ یہ تو میرے بھائی ہیں، انھیں کیوں مار رہے ہو؟ عجیب بات ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایسے نالائق بیٹے کی تعریف کریں جس کے ساتھیوں نے حسنین کریمین کو خون میں لت پت کیا ہو؟

❁: علامہ ابن عبدالبر اور دیگر مورخین نے یہ لکھا ہے کہ سیدنا علی نے محمد بن ابی بکر کو حاکم مصر مقرر کیا اور دوسری طرف صحیح روایات سے یہ ثابت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے قاتلین عثمان پر لعنت کی اور ان سے براءت کا اظہار کیا۔

چنانچہ محمد ابن الحنفیہ کا بیان ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مقام مربد میں قاتلین عثمان پر لعنت کر رہی ہیں، تو انھوں نے اپنے ہاتھ اپنے چہرے تک بلند کیے

اور دو یا تین بار فرمایا: میں بھی قاتلین عثمان پر لعنت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان پر میدانوں اور پہاڑوں میں (ہر جگہ) لعنت کرے۔

(فضائل الصحابة لأحمد ، ح: ٧٣٣ وسنده صحيح)

امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حلقے میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر سے چیخ سنائی دی، میں نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا انھوں نے آسمان کی طرف اپنے ہاتھ بلند کیے اور فرمایا: اے اللہ! میں تیرے سامنے خون عثمان رضی اللہ عنہ سے براءت کا اعلان کرتا ہوں۔ (تاريخ المدينة المنورة ، ح: ٢١٦٧ وسنده حسن)

دکتور صلابی رقم طراز ہیں: قاتلین عثمان پر علی رضی اللہ عنہ کی لعنت اور ان سے براء ت کا اظہار اس بات کا متقاضی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ انہیں اپنے سے قریب نہ کرتے اور نہ ان کو کوئی عہدہ عطا کرتے لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر کو مصر کا گورنر مقرر کیا اگر وہ قاتلین میں سے ہوتے تو آپ ایسا نہ کرتے۔ (سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، ص: ٥٠٠)

کیا محمد بن ابی بکر سہولت کار بنے تھے؟

بعض اہل علم محمد بن ابی بکر کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ان کے لیے بددعا کی وجہ سے متہم ٹھہراتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگرچہ محمد بن ابی بکر نے اپنے ہاتھ سے تو عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا، تاہم وہ سہولت کار بنے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان کے لیے بددعا نہ کرتیں۔

پہلے وہ روایت ملاحظہ کریں جس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بددعا کا ذکر ہے:

طلیق (؟) بن خشاف کہتے ہیں: ہم ایک وفد کی صورت میں مدینہ آئے تا کہ دیکھیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو کیوں شہید کیا گیا ہے۔ جب ہم وہاں آئے تو ہم میں سے کوئی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف چلا گیا، کوئی حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف اور کوئی امہات المؤمنین کی طرف چلا گیا۔ لیکن میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے انھیں سلام کہا انھوں نے سلام کا

جواب دیا اور انھوں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا: اہل بصرہ میں سے ہوں۔ انھوں نے فرمایا: اہل بصرہ میں سے کس سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے کہا: بکر بن وائل سے۔ انھوں نے فرمایا: بکر بن وائل کی کس شاخ سے؟ میں نے کہا: بنوقیس بن ثعلبہ سے۔ انھوں نے فرمایا: کیا فلاں خاندان والوں میں سے ہو؟ بہر حال میں نے کہا: اے ام المؤمنین! امیر المؤمنین عثمان کو کیوں شہید کیا گیا؟ انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! انھیں مظلومانہ شہید کیا گیا ہے۔ اللہ اس پر لعنت کرے جس نے انھیں شہید کیا۔ اللہ تعالیٰ ابن ابی بکر سے بدلہ لے۔ بنو تمیم کے وڈیروں کی طرف اللہ تعالیٰ ان کے گھروں میں ذلت ورسوائی بھیج دے۔ بنو بدیل کی ضلالت پر اللہ تعالیٰ ان کے خون بہائے۔ اشتر کی طرف اللہ تعالیٰ اپنے تیروں میں سے کوئی تیر بھیج دے۔ اللہ کی قسم! ان لوگوں میں سے ہر ایک کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بددعا پہنچی۔ (المعجم الکبیر، ح: ۱۳۳)

یہ ہے وہ روایت جس کی بناء پر محمد بن ابی بکر کو شہادت عثمان میں سہولت کار باور کرایا جاتا ہے کہ اگر وہ شامل نہیں تھے تو پھر ام المؤمنین نے انھیں بددعا کیوں دی؟ قطع نظر اس بات سے کہ اس روایت کی اسنادی حیثیت کیا ہے، ہم اس سلسلے میں کچھ گزارشات رکھنا چاہتے ہیں امید ہے کہ حقیقت واضح ہوجائے گی، ان شاء اللہ:

(۱) شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مدینہ میں موجود نہ تھیں وہ حج کے لیے مکہ تشریف لائی ہوئی تھیں۔ چنانچہ حافظ ابن عساکر مذکورہ بالا روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "المحفوظ أن عائشة لم تكن وقت قتل عثمان بالمدينة وإنما كانت حاجة۔" محفوظ یہ ہے کہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مدینہ میں نہ تھیں، وہ تو حج پر تھیں۔ (تاریخ ابن عساکر: ۵۶/ ۳۸۲)

اب ظاہر ہے کہ ام المؤمنین نے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کا سانحہ خود ملاحظہ نہیں کیا بلکہ ان تک کسی دوسرے شخص نے یہ خبر پہنچائی۔

(۲) آپ رضی اللہ عنہا تک کنانہ مولی صفیہ کی گواہی نہیں پہنچی جو عینی شاہد تھے اور جن کی گواہی یہ ہے کہ محمد بن ابی بکر شہادت عثمان میں ملوث نہیں تھے۔ اگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا تک کنانہ کی گواہی پہنچ جاتی تو وہ کبھی اپنے بھائی کو بددعا نہ دیتیں۔

(۳) مذکورہ روایت میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی محمد بن ابی بکر پر صرف بددعا کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ اس روایت میں ایسی کوئی بات نہیں کہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ میں ان کا ہاتھ تھا یا وہ سہولت کار بنے تھے۔ اور اس بددعا کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں۔

(۴) عین ممکن ہے کہ شروع شروع میں محمد بن ابی بکر بھی بلوائیوں کے پروپیگنڈے کا شکار ہوئے ہوں، جس طرح بعض صحابہ شکار ہوئے تھے جیسے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ہیں، جن کے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں تاثرات کچھ مناسب نہ تھے۔ (دیکھئے الطبقات لابن سعد : ۳/ ۲٤۰- ۲٤۱ وسندہ حسن۔ نیز دیکھئے مقالات از مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ: ۳/ ۷۹)

حافظ ابن کثیر (م۷۷۴ھ) فرماتے ہیں: وأما ما يذكره بعضُ الناس من أن بعض الصحابة أسلمه ورضي بقتله ، فهذا لا يصح عن أحدمن الصحابة أنه رضي بقتل عثمان رضى الله عنه ، بل كلهم كرهه ومقته وسب من فعله ، ولكن بعضهم كان يودّلوخلع نفسه من الأمر كعمار بن ياسر ومحمد بن أبي بكر وعمرو بن الحمق وغيرهم . اور یہ جو بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ بعض صحابہ نے آپ (عثمان رضی اللہ عنہ) کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا اور آپ کے قتل پر راضی ہوئے تھے، تو یہ بات صحابہ میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی درست نہیں ہے کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے خوش ہوا ہو۔ بلکہ ان سب نے اسے ناپسند کیا اس سے نفرت کی اور اس فعل کے مرتکب کو بُرا کہا۔ اور لیکن ان میں سے بعض جیسے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، محمد بن ابی بکر اور عمرو بن حمق وغیرہ ہیں، تو وہ یہ چاہتے تھے کہ آپ امارت سے دستبردار ہو جائیں۔ (البدایہ والنهاية :۷/ ۳٥٦)

اصل میں بلوائیوں کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف پروپیگنڈا بڑا ہی خطرناک تھا۔ اس کا اندازہ آپ اس روایت سے لگا سکتے ہیں:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مجھے کچھ ایسے لوگ ملے جو خارجیوں والی سوچ کے حامل تھے اور وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے تھے۔ انھوں نے اپنے نظریات اور سوچ کے حوالے سے میرے ساتھ بحث مباحثہ کیا۔ اور قرآن پڑھ پڑھ کر مجھ پر غالب رہے۔ اللہ کی قسم! اس کے بعد میں ان کے ساتھ نہ کھڑا ہوا اور نہ بیٹھا۔ میں انتہائی پریشان اور غمگین ہو کر زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف لوٹا اور ان سے اس ساری بات کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: کچھ لوگ اپنی رائے اور سوچ کے مطابق قرآن کی تفسیر کرتے ہیں اور قرآن کو اپنے خودساختہ فہم پر محمول کرتے ہیں حالانکہ قرآن تو بالکل معتدل اور بالکل واضح ہے۔ اصل قصور ان کے فہم کا ہے۔ جو لوگ عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن وتشنیع کرتے ہیں وہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر طعن نہیں کر سکتے۔ لہٰذا تم ان دونوں کی سیرت اور ان کے طرزِ عمل کو پیش کر کے ان لوگوں کی گرفت کرو۔ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: گویا انھوں (زبیر رضی اللہ عنہ) نے اس بات کے ذریعے مجھے بیدار کر دیا۔ پھر میں ان لوگوں سے ملا اور ان سے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اور طرزِ عمل پیش کر کے گفتگو کی تو جب میں نے اس کے ذریعے ان کی گرفت کی تو انھیں بھاگنے پر مجبور کر دیا اور ان کی بات بے وقعت ہوگئی حتیٰ کہ ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ چھوٹے بچے ہوں اور اپنے ہار کو منہ میں ڈال کر چوس رہے ہوں۔

(تاريخ دمشق: ٣٩/ ٤٩٧، وسنده صحيح)

اس روایت سے بلوائیوں کے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف پروپیگنڈے کا بخوبی اندازہ ہو رہا ہے کہ اس نے بڑے بڑے صحابہ کو ہلا کر رکھ دیا تھا، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان کی باتیں سن کر لاجواب اور پریشان ہو گئے تھے۔

بہرحال ممکن ہے کہ محمد بن ابی بکر بھی شروع شروع میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں بلوائیوں کے پھیلائے ہوئے پراپیگنڈے سے متاثر ہوئے ہوں۔ اور ام المؤمنین کے ذہن

میں بھی یہی بات ہو جس کی وجہ سے انھوں نے اپنے بھائی کے لیے بددعا کر دی۔ جس طرح کہ ابو غادیہ رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ سے عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نامناسب تاثرات سنے تو ان کے دل میں سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے نفرت پیدا ہو گئی اور انھیں شہید کر دیا۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اپنے بھائی پر اس لیے غصہ آیا ہو کہ اس نے مدینہ میں ہوتے ہوئے خلیفہ وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دفاع کیوں نہ کیا؟ جس طرح ان کے بھانجے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کیا تھا اور زخمی ہوئے تھے محمد بن ابی بکر کو بھی چاہیے تھا کہ وہ اسی طرح دفاع کرتا۔ اس وجہ سے غصہ آ گیا ہو اور بددعا کر دی۔

عبدالرحمٰن بن شماسہ کہتے ہیں کہ میں کسی سلسلے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے کہا: تم کن لوگوں میں سے ہو؟ میں نے کہا: اہل مصر میں سے ہوں۔ انھوں نے فرمایا: حالیہ جنگ میں تمہارا حاکم تمہارے ساتھ کیسا رہا؟ میں نے کہا: ہمیں اس کی کوئی بات بُری نہیں لگی، اگر ہم میں سے کسی کا اونٹ مر جاتا تو اسے وہ اونٹ دیتا، اگر غلام مر جاتا تو اسے وہ غلام دیتا، اور اگر کسی کو خرچ کی ضرورت ہوتی تو وہ اس کو خرچ دیتا۔ یہ سن کر عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: أمـا إنـه لايَمْنَعني الذي فعل في محمد بن أبي بكر ، أخي ، أَنْ أخبـرك ما سمعت من رسول الله ﷺ يقول في بيتي هذا : ((اَللّٰهُمَّ! من وَلِـيَ مـن أمـر أمتي شيئًا فَشَقَّ عليهم ، فَاشْقُقْ عليه ، ومن وَلِيَ من أمر أمتـي شيئًا فَرَفَقَ بهم ، فَارفُقْ به)) اس نے میرے بھائی محمد بن ابی بکر کے معاملے میں جو کچھ کیا وہ مجھے اس سے نہیں روک سکتا کہ میں تمھیں وہ بات بتاؤں جو میں نے اپنے اس گھر میں رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی کہ اے اللہ! جو شخص میری اُمت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنا، پھر اس نے ان پر سختی کی تو تُو اس پر سختی فرما۔ اور جو شخص میری اُمت کے کسی معاملے کا ذمہ دار بنا، پھر اس نے ان کے ساتھ نرمی کی تو تُو بھی اس کے ساتھ نرمی فرما۔''

(صحيح مسلم : ١٨٢٨)

اس نے میرے بھائی محمد بن ابی بکر کے ساتھ جو کچھ کیا ہے............ایک روایت میں ہے:أما إنه لايمنعني قتله أخي أن أحدث ما سمعت ....اس نے جو میرے بھائی کو قتل کیا ہے وہ مجھے اس سے نہیں روک سکتا کہ............

(مستخرج أبي عوانة، ح: ٧٤٦٦ وسنده صحيح)

اس روایت سے صاف پتا چل رہا ہے کہ ام المؤمنین اپنے بھائی کی وفات پر افسردہ تھیں، تاہم ان کی یہ افسردگی انھیں حدیث رسول ﷺ بیان کرنے سے نہ روک سکی۔مگر یہ حقیقت ہے کہ بھائی کے قتل پر انھیں دکھ اور افسوس ضرور ہوا۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ اگر وہ اپنے بھائی کو شہادت عثمان رضی اللہ عنہ میں ملوث سمجھتی ہوتیں تو کبھی ان کے قتل پر افسردہ نہ ہوتیں۔

چنانچہ دکتور صلابی رقم طراز ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قاتلین عثمان کے مطالبہ کے لیے بصرہ تک گئیں، اگر ان کے بھائی بھی قاتلین میں شریک ہوتے تو بھائی کے قتل پر غم نہ کرتیں۔

(سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ص: ۵۴۰)

خلاصہ:

خلاصہ یہ ہے کہ:

* محمد بن ابی بکر شہادت عثمان میں ملوث نہیں تھے۔
* جن روایات میں محمد بن ابی بکر کے شہادت عثمان میں ملوث ہونے کا ذکر آیا ہے وہ سب ضعیف ہیں اور ان کے متن شاذ ہیں۔
* ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کے لیے بددعا کرنا، اس سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ وہ شہادت عثمان رضی اللہ عنہ میں شریک ہوئے تھے یا سہولت کار بنے تھے۔